© rasailojaraid.com

تحریر:۔ پروفیسر محمد یٰسین ظفر
پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

دینی مدارس

موجودہ صورتحال اور آئندہ کا لائحہ عمل

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اور فکر اسلامی کے زیر اہتمام عظیم الشان سیمینار

اسلامی تعلیمات کے لئے دینی مدارس کی اہمیت وافادیت سے کون آگاہ نہیں ہے۔ وطن عزیز میں اسلامی ثقافت کے فروغ میں مدارس کی کارکردگی قابل قدر ہے۔ نہایت محدود وسائل میں یہ ادارے شاندار نتائج دے رہے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ کوئی بھی ادارہ خواہ کتنی ہی اعلیٰ کارکردگی دکھائے۔ اس کی بہتری اور ترقی کے لئے مزید غور وفکر کیا جا سکتا ہے۔ ایک عرصہ سے دینی مدارس موضوع سخن بنے ہوئے ہیں۔ پاکستان ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی دینی مدارس شدید تنقید کی زد میں ہیں۔ انہیں رجعت پسند جمود کا شکار فرسودہ نظام اور انتہا پسندی کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔ خاص کر ان کے نصاب اور طریقہ تدریس پر نکتہ چینی ہوتی ہے اور مدارس میں اصلاح احوال کے نام پر ایک شور برپا ہے۔ سرکاری سطح پر کافی پیش رفت ہوئی اور ماڈل مدارس' مدرسہ ایجوکیشن بورڈ' کی تشکیل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ سرکاری کوششوں کے علاوہ کچھ نجی ادارے بھی اس ضمن میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً مدارس کی اصلاح کے لئے تجاویز اور سفارشات مرتب کرتے ہیں اور نہایت خلوص کے ساتھ دینی مدارس کو مفید مشورے دیتے ہیں۔ ان اداروں میں انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد سرفہرست ہے۔

فقہی آزادی' تقلید کا شکار ہوئی' تحقیق وجستجو' عمرانی علوم' عیش وعشرت' نفس پرستی' قبر پرستی' اکابر پرستی' مسلک پرستی میں بدل گئے۔ حریت فکر پر تالے لگ گئے جس کی وجہ سے آج ہم اس زبوں حالی کا شکار ہیں۔

بتاریخ 10 اپریل 2003ء بروز جمعرات آئی پی ایس نے عالمی ادارہ اسلامی کے اشتراک سے دینی مدارس' موجودہ حالات اور آئندہ لائحہ عمل پر ایک شاندار سیمینار منعقد کیا۔ جس کی صدارت سینٹر پروفیسر خورشید احمد نے کی جبکہ مہمان خصوصی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر ایس ایم زمان تھے اور جن شخصیات نے اس موقع پر مقالے پیش کئے۔ ان میں ڈاکٹر محمود غازی' ڈاکٹر خالد علوی' پروفیسر سلیم منصور خالد اور کلیدی مقالہ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے پیش کیا۔ شرکاء میں جنرل (ر) کے ایم عارف' ایڈمرل (ر) افتخار سروی' سابق وزیر خارجہ آغا شاہی' ڈاکٹر محمد حنیف' ڈاکٹر افتخار بھٹہ قابل ذکر ہیں۔ راقم بھی خصوصی دعوت پر اس سیمینار میں شامل ہوا۔

سیمینار کا آغاز

ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ تلاوت کرنے کی سعادت ارسلان ظفر متعلّم جامعہ سلفیہ نے حاصل کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر خالد رحمٰن نے سیمینار کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا اور بتایا کہ سیمینار کے صدر پروفیسر خورشید احمد اپنی علالت کے باعث اپنا صدارتی خطاب پہلے کریں گے۔ انہوں نے نہایت فکر انگیز گفتگو فرمائی۔

آپ نے کہا کہ آج ہم جس اہم موضوع پر گفتگو کیلئے جمع ہیں وہ نہایت حساس بھی ہے اور نازک بھی سقوط بغداد نے تو اس موضوع کی اہمیت کو اور بھی اجاگر کر دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ نے بغداد کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ساڑھے چار صدیاں تک دنیا کا تہذیبی ثقافتی تعلیمی اور عسکری قوت کا مرکز رہا ہے اور علمی اعتبار سے یہ ایک بڑی آماجگاہ ہے۔ یہاں سے ہی بڑے بڑے محدث، مفسر، علماء، فلسفی، دانشور، ماہرین اقتصادیات، محدثین، ماہرین فلکیات، جغرافیہ دان، سائنسی و ریاضی علوم کے فضلاء نے جنم لیا اور دنیا کو اپنے علوم وفنون سے منور کیا۔ جامعہ کا تصور بغداد ہی نے دیا۔ یونان اور چین بڑی تہذیب ہونے کے باوجود یہ خیال پیش نہ کر سکے۔ دنیا جہاں کے علوم کو ایک چھت کے نیچے جمع کیا۔ ان کی تعلیم وتدریس کا اہتمام کیا۔ جن سے کسب علم کے نئے دریچے کھل گئے فکری آزادی نے ترقی کی نئی راہیں تلاش کیں۔ لیکن آہستہ آہستہ فقہی آزادی، تقلید کا شکار ہوئی، تحقیق وجستجو، عمرانی علوم، عیش وعشرت، نفس پرستی، قبر پرستی، اکابر پرستی، مسلک پرستی میں بدل گئے۔ حریت فکر پر تالے لگ گئے جس کی وجہ سے آج ہم اس زبوں حالی کا شکار ہیں۔

انہوں نے تاتاریوں کی بغداد پر تباہ کن یلغار اور مسلمانوں کی بے حسی اور خلیفہ وقت کی غیر ذمہ دارانہ پالیسیوں کا بھی تذکرہ کیا۔

آپ نے کہا کہ تعلیم غاروں میں نہیں دی جا سکتی چونکہ اس کا تعلق تہذیب سے ہے لہٰذا کوئی قوم بھی اپنے رہن سہن، عقائد ونظریات، عمل وکردار، عسکری وحربی زندگی سے الگ ہو کر تعلیم حاصل نہیں کر سکتی اور ہمارا تعلیمی نظام چونکہ ان چیزوں سے مربوط نہیں رہا جس کی وجہ سے نتائج بھی اچھے نہ نکلے۔

جب بھی ردو قبول کے ساتھ نئے ادارے قائم ہوئے تو علم تفسیر، علم حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ، ادب، تاریخ، سیرت، سوانح، سائنسی علوم، عسکری قوت اور اسلحہ سازی جیسے علوم پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ رہا۔

لیکن جوں جوں مسلمان غفلت کا شکار ہوئے اور مسابقت کی دوڑ ختم ہوئی۔ تعلیمی میدان میں پستی کی طرف چلے گئے ہیں۔ اس کے اسباب بیرونی بھی ہوں گے۔ لیکن اندرونی سیاسی کشمکش عسکری میدان میں ہزیمت علمی پسماندگی اور عالمی اقتدار پر گرفت ختم ہونے سے بھی یہ ادارے ختم ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ تین ادارے ایسے ہیں اگر یہ مضبوط ہوں تو ہم سب مضبوط ہیں۔ مسجد، مدرسہ اور ماں۔

انہوں نے کہا تازہ ترین المیہ سقوط بغداد ہے لیکن امت کا کیا کیجئے جنہوں نے سقوط ڈھاکہ اور کابل سے بھی کوئی سبق حاصل نہ کیا۔ آمریت کے نظام میں کبھی بھی استحکام نہیں ہوتا۔ جو جھوٹ اور فراڈ پر قائم ہو۔ وہ فوج لڑنے کے قابل نہیں رہتی جو فرد واحد کی وفادار ہو اور انہیں اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس کی بدترین مثال عراق ہے۔ استحکام کے لئے ضروری ہے کہ شوریٰ کا قیام عمل میں لایا جائے اور ان پر مکمل اعتماد کیا جائے۔

انہوں نے دینی مدارس کی تعلیم کو قوت قرار دیا اور کہا کہ اس کا کوئی متبادل نہیں۔ مدرسہ کے نظام نے دینی علوم، تہذیبی روایات اور اخلاقیات کو محفوظ کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا چاہئے اور اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہئے، استعماری قوتوں کے لئے سب سے بڑا سوالیہ نشان یہی مدارس ہیں۔ جو فکری آزادی کے لئے کوشاں ہیں۔

عراق پر اپنا ظالمانہ تسلط حاصل کرنے کے بعد پہلا اعلان نصاب کی تبدیلی کیلئے ہوا۔ جس کے لئے کروڑوں ڈالر مختص کر دیئے گئے۔ نصاب سازی نہایت اہم کام ہے۔ دینی مدارس پر غور وفکر ان کی ترقی کے لئے سوچ بچار میں تسلسل رہنا چاہئے تاکہ عالمی حالات کے تناظر میں اس میں بہتری پیدا کی جا سکے۔

آپ نے ندوۃ العلماء اور اسلامی یونیورسٹی کا ذکر بھی فرمایا کہ یہ بھی اس نظام میں بہتری لانے کی ایک عمدہ کوشش ہے۔

آمریت کے نظام میں کبھی بھی استحکام نہیں ہوتا۔ جو جھوٹ اور فراڈ پر قائم ہو۔ وہ فوج لڑنے کے قابل نہیں رہتی جو فرد واحد کی وفادار ہو اور انہیں اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس کی بدترین مثال عراق ہے۔ استحکام کے لئے ضروری ہے کہ شوریٰ کا قیام عمل میں لایا جائے اور ان پر مکمل اعتماد کیا جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیمینار میں I.P.S کے ایگزیکٹو خالد رحمٰن نے ایک چشم کشا رپورٹ پیش کی اور اعداد و شمار کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ دینی مدارس کی کارکردگی سرکاری اداروں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں ان دو رویوں کا بھی ذکر کیا جس میں ایک طبقہ دینی مدارس کو مفید نہیں سمجھتا۔ جبکہ دوسرا طبقہ دینی مدارس کے کردار سے بہت مطمئن ہے۔ انہوں نے بتایا کہ زمینی حقائق کچھ اور ہیں جبکہ بعض لوگ محض بدگمانی کی بنا پر الزام تراشی کرتے ہیں۔

سیمینار سے معروف محقق اور تجزیہ نگار پروفیسر سلیم منصور خالد نے بھی اپنے مخصوص انداز سے خطاب کیا اور مدارس کے کردار کو سراہا اور اصلاح احوال کے لئے انہوں نے سرسید کے ایک اقتباس سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔ انہوں نے مدارس کے نظام پر طنز بھی کی اور کوتاہیوں پر کھل کر بات کی' انہوں نے کہا ہمارے زوال کا سبب وہ نصاب ہے جو غلامانہ ذہنیت پیدا کرتا ہے۔

نصاب پر اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے طلبہ وطالبات کیلئے الگ الگ نصاب اور مدت تعلیم میں کمی بیشی پر بھی شدید تنقید کی اور کہا کہ صرف اہل حدیث وفاق کا نصاب دونوں کے لئے یکساں ہے جبکہ باقی امتیازی سلوک کے حامل ہیں۔ انہوں نے تعلیم وتربیت کے لئے اچھے نظام کی ضرورت پر زور دیا اور تشدد اور حوصلہ شکنی کی مذمت بھی کی۔

ڈاکٹر خالد علوی نے اپنے مقالے میں مدارس کا پس منظر اور ان کی خدمات پر روشنی ڈالی اور بعض اہم امور کی نشاندہی کی۔

۱۔ دینی مدارس میں اکثر غریب اور نادار طلبہ زیر تعلیم ہوتے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ اور متوسط طبقہ کے لوگ اس طرف کا رخ نہیں کرتے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر کم وسائل والے ان طلبہ کو کوئی مادی وسائل مہیا کر دے اور ان کی دوسری تعلیم کا اہتمام ہو جائے تو مدارس خود بخود ویران ہو جائیں گے جو کہ اہل مدارس کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

۲۔ مدارس میں تکلیف دہ پہلو وہ گھٹن والا ماحول ہے جس کی وجہ سے بعض غیر اخلاقی باتیں پروان چڑھتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ' چغلی' غیبت' تجسس اور گروہ بندی' لہٰذا تعلیمی اداروں میں گھٹن ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔

۳۔ مدارس میں رضا کارانہ تبدیلی بھی ظہور پذیر ہوئی ہے۔ مثلاً بعض مدارس میں اضافی مضامین انگریزی' ریاضی' کمپیوٹر سائنس وغیرہ پڑھائی جانے لگی ہے۔

طلبہ وطالبات کیلئے الگ الگ نصاب اور مدت تعلیم میں کمی بیشی پر بھی شدید تنقید کی اور کہا کہ صرف اہل حدیث وفاق کا نصاب دونوں کے لئے یکساں ہے جبکہ باقی امتیازی سلوک کے حامل ہیں۔

آپ نے اصلاح احوال کیلئے چند تجاویز بھی بیان فرمائیں اور کہا کہ یہ نظام اور نصاب دونوں کیلئے ازحد ضروری ہے۔

ا☜ مدارس کی حریت اور آزادی ان کا بنیادی حق ہے۔ حکومت کی مداخلت سے یہ نظام نہ صرف متاثر ہوگا بلکہ یہ کام ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔

ب☜ مدارس کے نظام کو شخصی کی بجائے اگر رضا کارانہ طور پر مالکان خود کسی ٹرسٹ' انجمن یا بورڈ کے سپرد کر دیں جو مشاورت کے ساتھ کام کریں تو نتائج بہت بہتر ہوں گے۔

ج☜ نصاب میں زیادہ کتب کی جگہ معیاری اور کم کتابیں رکھی جائیں۔ اسلام اور جدید افکار اور جدید اقتصادیات ایسے مضامین بھی شامل نصاب ہوں۔ مزید نصاب کی درجہ بندی صحیح ہو۔

د☜ بعض مدارس نہایت اعلیٰ معیار پر قائم ہیں۔ انہیں یونیورسٹی کا درجہ دینا چاہیے۔

ر☜ وفاق المدارس کو بورڈ کا درجہ دینا چاہئے۔

س☜ آپ نے عربی اور علوم اسلامیہ گروپ بنانے اور مدرسہ ایجوکیشن ہونا چاہیے تھا۔

ص☜ مدارس میں تدریس تقلیدی ہے جبکہ یہ تخلیقی ہونی چاہئے۔ اہمیت مضمون کی ہونی چاہئے کتاب کی نہیں۔ لیکن رہنمائی کے لئے کوئی کتاب بھی رکھی جاسکتی ہے۔

ط☜ استاد کی تربیت کیلئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرق تدریس کا اہتمام ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ابلاغ کے اصول متعارف کرانے کی اشد ضرورت ہے۔ اس ضمن میں مختلف ورکشاپ کا انعقاد کرایا جائے جس کے لئے دعوۃ اکیڈمی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ع) مدارس میں کھلا ماحول پیدا کیا جائے۔ اخلاق و روحانی تربیت کا بندوبست ہو۔ طلبہ میں تقریری مقابلوں' علمی تبادلوں کا اہتمام ہو۔

ف) سرکاری منفی رویوں کو ختم کیا جائے اور اس تاثر کو ختم کیا جائے کہ اصلاح احوال کا تعلق امریکی پالیسی ہے۔

ل) فرقہ بندی کو ختم کرنے کے لئے باہمی رابطے کی صورت نکالی جائے۔

م) موجودہ حالات میں جو لوگ مدارس کو مالی وسائل فراہم کرتے ہیں وہ پریشان ہیں لہٰذا مدارس کے بارے میں شکوک و شبہات کو دور کیا جائے اور مثبت طرز عمل اختیار کیا جائے۔

اس کے بعد سابق وزیر مذہبی امور اور جامعہ اسلامیہ عالمیہ اسلام آباد کے نائب رئیس ڈاکٹر محمود غازی نے خطاب کیا۔ آپ نے گذشتہ تین سالوں میں مدارس کے بارے میں ہونے والی اصلاحی کوششوں کی تفصیل بیان کی اور کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو فکری تعاون پیش کرے۔ آپ نے ترکی اور مصر کے دینی مدارس سے استفادہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے دینی مدارس کی خدمات' اسلامی تہذیب وثقافت کی بقاء اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کیلئے دینی مدارس کے کردار کو سراہا۔

آپ نے ایک نہایت اہم سوال اٹھایا کہ مدارس سے بہترین توقعات کے بدلے میں ہم نے کیا وسائل فراہم کئے؟ اور پاکستان میں جاری دو نظام ہائے تعلیم کو کس طرح یکجا کیا جائے؟

انہوں نے تمام شعبہ ہائے سے تعلق رکھنے والوں سے یہ اپیل کی کہ وہ مدارس کے بارے میں مثبت رویہ اپنائیں۔ تاکہ وہ آزاد ماحول میں کام جاری رکھ سکیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ایس ایم زمان نے اپنے خطاب میں کہا کہ موجودہ زبوں حالی میں مدارس کا کردار اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ انہوں نے دینی مدارس پر عسکریت پسندی کے الزام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی دور حکومت سے کیڈٹ کالجوں میں عسکری تربیت دی جاتی ہے تاکہ طلبہ ذہنی و جسمانی اعتبار سے صحت مند رہیں اور تعلیم کا ایک اہم حصہ کردار سازی ہے اور اخلاقی تربیت ہے۔ لیکن آج اس پر اعتراض ہے آپ نے اہل مدارس کو غور وفکر کی دعوت دی۔ نصاب کی اصلاح کیلئے از سر نو مطالعہ کی ضرورت ہے۔ اقتصادی مسائل بالخصوص شامل نصاب ہونے چاہئیں۔ آپ نے خواتین کی تعلیم وتربیت کو بہتر بنانے کا مشورہ دیا' آپ نے سرکاری سرپرستی میں ادارہ امتحانات قائم کرنے کی تجویز دی جس کے زیر اہتمام امتحانات کا انعقاد ہو اور ساتھ ہی ایک کمیشن کا قیام عمل میں لایا جائے جو نصاب کو از سر نو مرتب کرے اور اس کے لئے کتب تیار کرے جس میں اسلامی نقطہ نظر کو اجاگر کیا جائے۔ دینی مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں کے درمیان میل جول اور رابطہ ہو تاکہ غلط فہمیاں دور ہو سکیں۔

بلاشبہ یہ سیمینار مقاصد کے اعتبار سے بہت اہم تھا اور جن حضرات نے گفتگو میں حصہ لیا انہوں نے نہایت خلوص سے حالات کا تجزیہ کیا اور تجاویز دیں لیکن بعض باتیں ایسی تھیں جن کا حقیقت سے تعلق نہ تھا۔

ایک اہم بات یہ محسوس کی گئی کہ مدارس کے حالات پر گفتگو کیلئے کسی بھی بڑے دینی مدرسے کے مہتمم یا ناظم کو دعوت نہ دی گئی جو کہ براہ راست حالات سے آگاہ ہیں۔ وہ بہتر طور پر مسائل بیان کر سکتے ہیں کم از کم پانچوں وفاقوں کے نمائندوں کو دعوت دی جاتی اور ان کی حاضری یقینی بنائی جاتی تو یہ سیمینار اپنے مقاصد میں بہت کامیاب ہوتا۔

کردار سازی میں دینی مدارس کی خدمات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ شوکت اسلام کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کا حوصلہ دینی مدارس ہی دے سکتے ہیں۔ آئی پی ایس کے ذمہ داران خاص طور پر خالد رحمٰن' راشد بخاری' خالد جاوید' خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن کی مہمان نوازی اور حسن اخلاق نے حاضرین کے دل موہ لئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com